اسلام کے خلاف خفیہ منصوبوں کی کہانی

تحریر:- شریفا کارلوالاندلوسیا
ترجمہ:- ملک احمد سرور

(امریکہ کی نومسلم خاتون شریفا کارلوالاندلوسیا کہتی ہیں کہ) میں دین حق "اسلام" کی طرف کیسے لوٹی۔ اسلام کے خلاف بنائے گئے منصوبوں کی داستان ہے' میں نے خود منصوبے بنائے' جس گروپ سے میرا تعلق تھا اس نے بھی اسکیمیں تیار کیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے منصوبے بنائے اور اللہ ہی بہترین منصوبہ ساز ہے' جب میں نوعمر (Teen Ager) تھی تو میں ایک ایسے گروپ کی توجہ کا مرکز بن گئی جو انتہائی گمراہ کن ایجنڈہ رکھتا تھا۔ حکومتی عہدوں پر کام کرنے والے افراد کی یہ ایک ڈھیلی ڈھالی ایسوسی ایشن تھی جس کا ایک مخصوص ایجنڈا تھا کہ اسلام کو تباہ کرنا ہے۔ یہ حکومت کا تشکیل کردہ گروپ نہ تھا بلکہ امریکی حکومت میں مختلف عہدوں پر کام کرنے والے افراد نے ازخود یہ ایسوسی ایشن بنائی تھی اور یہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اپنے حکومتی عہدوں کا بھرپور استعمال کرتے تھے۔

چونکہ میں خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی ایک فعال کارکن کی حیثیت سے نمایاں پوزیشن رکھتی تھی۔ اس لئے اس گروپ کے ایک رکن نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ "مشرق وسطیٰ" پر زور دیتے ہوئے اس نے پیش کش کی کہ اگر میں "بین الاقوامی تعلقات" میں تعلیم حاصل کروں تو وہ مجھے مصر کے امریکی سفارتخانہ میں ملازمت کی گارنٹی دیتا ہے' اس کی خواہش تھی کہ مصر میں امریکی سفارت خانہ میں تعیناتی کے دوران میں اپنے حکومتی عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مصری خواتین سے تعلقات قائم کروں اور خواتین کے حقوق کے سلسلہ میں جو تحریک پر نکال رہی ہے اس کی حوصلہ افزائی کروں۔ میرے خیال میں یہ ایک عظیم نظریہ اور میرے دل کی آواز تھی اور میرے علم کے مطابق معاشرے میں یہ مظلوم اور پسا ہوا طبقہ تھا' میں ان خواتین کی بیسویں صدی کے آزاد معاشرے اور روشنی کی طرف رہنمائی کرنا چاہتی تھی۔

اسی عزم وارادہ کے ساتھ میں نے کالج میں داخلہ لیا اور تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔ میں نے قرآن' حدیث اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا۔ میں نے ان طریقوں کا بھی خصوصی مطالعہ کیا جن کے مطابق ان معلومات کو اسلام کے خلاف استعمال کرنا تھا۔ میں نے سیکھ لیا کہ اپنے مقاصد کے لئے الفاظ کو کس طرح گھما کر کام میں لانا ہے' یہ ایک بہت ہی قیمتی ہتھیار تھا' تاہم جب میں نے مطالعہ شروع کیا تو اسلام کے پیغام نے مجھے مجبور کر دیا تھا۔ اس کے اندر فہم وفراست' دانائی اور حکمت تھی' مجھے تو اس نے چونکا دیا۔ ان اثرات کے سدباب کے لئے میں نے عیسائیت کی کلاسوں میں باقاعدگی سے جانا شروع کر دیا تھا۔ میں نے کلاسوں کے لئے اس پروفیسر کا انتخاب کیا جس کی شہرت بہت اچھی تھی اور اس نے ہارورڈ یونیورسٹی سے علوم الٰہی (یعنی مذہب) میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہوئی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ میں بہت اچھے ہاتھوں میں آگئی ہوں مگر جو میں نے سوچا تھا ایسی کوئی بات نہ نکلی۔ یہ پروفیسر تو توحید پرست (موحد) عیسائی نکلا۔ وہ تو عقیدہ تثلیث پر یقین ہی نہ رکھتا تھا اور نہ یسوع مسیح کی

غیر مسلم مغربی سوسائٹی میں رہتے ہوئے نظریہ شرم و حجاب کی میرے ذہن میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی' اپنی نسل کی دیگر خواتین کی طرح میں بھی اسے دقیانوسی اور ایک فضول چیز شمار کرتی تھی' مجھے ان مسلمان عورتوں پر ترس آتا تھا جو برقعہ پہنے ہوتی تھیں۔

الوہیت کو مانتا تھا۔ درحقیقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتا تھا۔

اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اس نے بائبل کے یونانی' عبرانی اور آرامی ذرائع سے حوالے دیئے اور بتایا کہ کہاں کہاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ جب مجھے وہ یہ سب بتا رہا تھا تو اس نے ان تاریخی واقعات کو بھی بیان کیا جو ان تبدیلیوں کو لانے اور پیروی کا باعث بنے۔ جب میری یہ کلاس مکمل ہوئی تو میرا دین تباہ ہو چکا تھا۔ لیکن میں اسلام قبول کرنے کو اب بھی تیار نہ تھی۔

گزرتے وقت کے ساتھ میں نے اپنی ذات اور مستقبل میں ذریعہ معاش کی خاطر تعلیم جاری رکھی۔ اس میں تین سال کا عرصہ لگا۔ اس دوران میں مسلمانوں سے ان کے عقائد کے بارے میں سوال کرتی رہی۔ جن افراد سے میں نے سوال کیا۔ ان میں سے ایک (MSA) کارکن تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس بھائی نے دین میں میری دلچسپی کو محسوس کیا اور میری اسلامی تعلیم کے لئے ذاتی کوششیں کیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہترین اجر دے۔

ایک دن اس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور بتایا کہ شہر میں مسلمانوں کا ایک گروپ آرہا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ میں ان سے ملوں۔ میں نے ملاقات کے لئے حامی بھر لی اور عشاء کی نماز کے بعد ان سے ملنے کے لئے گئی۔ مجھے ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ جس میں کم از کم بیس آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب نے میرے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی مجھے بڑی عمر کے ایک پاکستانی کے سامنے بیٹھنے کے لئے جگہ دی گئی۔ یہ بھائی عیسائی مذہب کے بارے میں علم کا سمندر تھے اور وہ بائبل اور قرآن کے مختلف حصوں پر صبح تک بحث کرتے رہے۔ اس نے عیسائیت کے بارے میں مجھے جو باتیں بتائیں دوران تعلیم میں وہ جان چکی تھی۔ مگر اس دانا آدمی نے مجھ سے وہ بات کہی جو کسی دوسرے مسلمان نے نہ کہی تھی۔ اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

گذشتہ تین سال سے میں اسلام پر تحقیق و جستجو کر رہی تھی مگر کسی نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت نہ دی تھی' مجھے پڑھایا گیا' دلائل دیئے گئے اور بعض مواقع پر میری تذلیل بھی کی گئی مگر کسی نے اسلام قبول کرنے کی دعوت نہ دی۔ اللہ ہم سب کی رہنمائی فرمائے۔ جب اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو مجھے ایک جھٹکا لگا میں نے محسوس کیا کہ یہی صحیح وقت ہے۔ میں جانتی تھی کہ یہی سچ ہے اور مجھے جلد فیصلہ کر لینا چاہئے۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میرا ذہن کھول دیا اور میں نے کہا "ہاں میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں" اس کے ساتھ اس نے عربی میں مجھے کلمہ شہادت پڑھایا اور انگریزی میں اس کے معنی بھی بتائے۔ اللہ کی قسم جب میں نے کلمہ شہادت پڑھا تو میں نے اپنی ذات میں عجیب ترین احساس کو پایا۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے سینے سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا گیا ہے' میں نے ایسے سانس لیا جیسے زندگی میں پہلی بار سانس لیا ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایک صاف ستھری تختی کی طرح ایک نئی زندگی عطا کی' جنت میں جانے کا سنہری موقع عنایت کیا' میں نے دعا کی کہ اے میرے اللہ میری زندگی کے بقیہ ایام تیرے احکام کے مطابق گزریں اور میری موت مسلمانوں کی قوت کے طور پر ہو۔ (آمین)

یہی مسلمان بہن حجاب کے بارے میں لکھتی ہیں:

بطور غیر مسلم مغربی سوسائٹی میں رہتے ہوئے نظریہ "شرم و حجاب" کی میرے ذہن میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی اپنی نسل کی دیگر خواتین کی طرح میں بھی اسے دقیانوسی اور ایک فضول چیز شمار کرتی تھی۔ مجھے ان مسلمانوں عورتوں پر ترس آتا ہے جو برقعہ پہنے ہوتی تھیں یا پھر "بیڈ شیٹ" لپیٹے سڑکوں پر چلتی پھرتی نظر

اسلام کے نور نے جب سچ کو روشن کیا تو میں بالآخر ان سیاہ دھبوں کو دیکھنے کے قابل ہو گئی جن کو ہمارے مغربی فلسفیوں نے چھپا رکھا تھا اپنے معاشرے کی اخلاقی اقدار اور اپنی ذات کی حفاظت ظلم نہیں ہے بلکہ ظلم یہ ہے کہ خواہشات نفس کے تحت اپنے آپ کو گندگی کے دلدل میں پھینک کر یہ کہا جائے کہ یہ گندگی نہیں ہے۔

آتی تھیں۔ میں حجاب والی چادر کو بیڈ شیٹ ہی لیتی تھی۔

میں ایک جدید عورت تھی تعلیم یافتہ اور روشن خیال' میں حقیقی سچائی کے بارے میں کچھ نہ جانتی تھی۔ میں مسلم دنیا کے کسی بھی گاؤں کی سماجی طور پر کچلی ہوئی مسلمان عورت سے زیادہ لاچار تھی۔ میں اس لئے لاچار نہ تھی کہ میرے اندر طرز حیات اور کپڑوں کے انتخاب کی اہلیت نہ تھی بلکہ میری خلش اور بے چارگی یہ تھی کہ میں ''اپنی سوسائٹی'' کو کہ یہ حقیقت میں کس کے لئے ہے؟ جاننے کی اہلیت نہ رکھتی تھی' میرے لئے یہ نظریہ پریشان کن تھا کہ ''عورت کا حسن و جمال عوامی ملکیت ہے' اور شہوانی تعریف و توصیف کو احترام دیا جانا چاہئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی اور میں نے حجاب پہنا تو بالآخر اس ماحول سے باہر نکلنے کے قابل ہو گئی جس میں رہ رہی تھی میں اس سوسائٹی کو اس کے اصل رنگ و روپ میں دیکھنے کے اہل بھی ہو گئی۔ اب میں دیکھ سکتی تھی کہ اس سوسائٹی میں سب سے زیادہ قدر ان خواتین کی ہوتی ہے جو عوام کے سامنے اپنے آپ کو سب سے زیادہ ننگا کر دیتی ہیں مثلاً اداکارائیں' ماڈل گرلز اور ڈانسرز وغیرہ۔ مجھے اب یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ مردوں اور خواتین میں تعلقات کا جھکاؤ نامناسب طور پر مردوں کی طرف ہے۔ میں جان گئی کہ میں مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا لباس پہنتی تھی اور یہ کہہ کر میں اپنے آپ کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتی تھی کہ اس سے میں نے اپنے آپ کو خوش کیا ہے۔ لیکن تلخ حقیقت یہی تھی کہ جو بات مجھے خوش کرتی تھی وہ اس آدمی کی زبان سے میری تعریف ہوتی تھی جسے میں پرکشش سمجھتی تھی۔

اب میں جانتی ہوں کہ ایک فرد جو کبھی صاف ستھرا نہیں رہا اس کے پاس یہ جاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ گندا ہے۔ اسی طرح میں یہ دیکھنے کے قابل نہ تھی کہ میں مظلوم ہوں' یہاں تک کہ میں اس پسی ہوئی سوسائٹی کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئی۔ اسلام کے نور نے جب سچ کو روشن کیا تو میں بالآخر ان سیاہ دھبوں کو دیکھنے کے قابل ہو گئی جن کو ہمارے مغربی فلسفیوں نے چھپا رکھا تھا۔ اپنے معاشرے کی اخلاقی اقدار اور اپنی ذات کی حفاظت ظلم نہیں ہے بلکہ ظلم یہ ہے کہ خواہشات نفس کے تحت اپنے آپ کو گندگی کے دلدل میں پھینک کر یہ کہا جائے کہ یہ گندگی نہیں ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی شکر گذار ہوں جس نے سر پر اسکارف پہننے کے بعد مجھے ایک پہچان دی۔ میں ان لوگوں سے دور ہو گئی جو کسی طرح بھی میرے ذہن' میری روح اور دل سے ہٹ کر میری شناخت کرتے تھے' جب میں نے سر کو ڈھانپ لیا تو میں حسن و جمال کے اشتعال کے باعث ہونے والے استحصال سے بچ گئی۔

جب میں نے سر کو ڈھانپا تو لوگوں نے دیکھا کہ میں اپنا احترام کرتی ہوں تو وہ بھی میرا احترام کرنے لگے۔ جب میں نے سر اسکارف سے ڈھانپ لیا تو بالآخر میں نے سچائی کے لئے اپنے ذہن کو کھول دیا۔ سب سے اہم عنصر جس نے مجھے اس مذہب کی طرف کھینچا وہ یہ حقیقت ہے کہ اسے دلائل و منطق کی بنیاد پر سمجھا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں محسوس کرتی ہوں کہ بے شمار مسلمان والدین اپنے بچوں کے سامنے اسلام کی تعلیمات و احکامات کی صحیح طور پر وضاحت نہ کر کے بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔ بچوں سے عموماً کہا جاتا ہے کہ ''ہم بڑے ہیں' ہم کہہ رہے ہیں اس لئے یہ مانو۔۔۔ تم عرب' پاکستانی' صومالی ہو اپنی تہذیب کے مطابق کام کرو'' بنی نوع انسان کی یہ فطری خواہش ہے کہ وہ ''کیا کرتے ہیں' کیوں کرتے ہیں'' کو سمجھے۔ اسلام اس لئے ایک عظیم مذہب ہے کہ یہ ہماری ذہنی اور جذباتی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ یہ سب کچھ بہت سادگی سے کرتا ہے کیونکہ یہ سچ ہے کہ سچائی کو سمجھنا اور اس کا دفاع کرنا ہمیشہ آسان ہوتا ہے۔

جب اپنے بچوں کو تعلیم دیں تو دلائل و منطق سے اپنی بات ان کے ذہنوں میں

بقیہ صفحہ نمبر ۳۷

جب میں نے سر کو ڈھانپا تو لوگوں نے دیکھا کہ میں اپنا احترام کرتی ہوں تو وہ بھی میرا احترام کرنے لگے۔